اخبار "ہندوستان" لاہور کی تاریخی کتب کے سلسلہ میں نمبر ۱۵۔

حیات ٹوڈرمل

مصنفہ

"منشی محمد الدین صاحب فوق"

کارپردازان

اخبار "ہندوستان" لاہور نے

سنہ ۱۹۰۶ء میں

بار سوم

اپنے

حافظ آبادی پریس لاہور میں طبع کیا۔

قیمت
۴ر

کیا آپنے لاہور کا جدید

ہفتہ وار اُردو اخبار ہندوستان

دیکھا ہے جسکی اشاعت دنوں میں ہزارون تک پہنچ گئی
ہی جسکے آزادانہ ملکی مضامین ایسے مقبول عام ہوئے
ہیں کہ بڑے بڑے نامور انگریزی اخبارات سول
ملٹری گزٹ ٹریبون۔ ڈیلی ٹائمز وغیرہ نے انکے
ترجمے اپنی کالموں میں شایع کئے ہیں اور جو بوجہ اپنی مفید اور
اعلےٰ مضامین کے پنجاب کا سر برآوردہ اُردو اخبار
تسلیم کیا گیا ہے۔ نمونہ طلب کرو جو مفت بھیجا جائیگا۔

حالات راجہ ٹوڈرمل

ولادت وطن اور ٹوڈرمل کا ہمنام

تاریخ پیدائش کے تمام مورخ متفق اللفظ ہو کر اپنی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں
ہاں اس قدر پتہ چلتا ہے۔ کہ اسکے جنگی کارناموں کا آغاز ۱۵۳۳ء میں شروع
ہوا۔ وطن کی نسبت بھی گو مورخین متفق الرائے ہیں۔ مگر اسباب پر سب اتفاق
کرتے ہیں کہ اُسکے وطن اور جنم بھوم کا فخر ہندوستان کے بے نظیر اور قابل فخر خطہ
پنجاب کو حاصل ہے۔ مولانا آزاد لکھتے ہیں۔ پنجاب کے لوگ اُسکی ہموطنی سے
فخر کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ لاہوری تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ چونیاں
ضلع لاہور کا تھا۔ اور وہاں اسکے بڑے بڑے عالیشان مکانات موجود ہیں
ایشیاٹک سوسایٹی نے بھی اس کے وطن کی تحقیقات کی۔ مگر یہ قرار دیا کہ
موضع لاہر پور علاقہ اودھ کا رہنے والا تھا۔ اور بعض مورخ کہتے ہیں کہ اُسکا
وطن چونیاں ضلع لاہور تھا۔ بعض حضرات لکھتے ہیں کہ راجہ ٹوڈرمل ذات کا
کھتری تھا۔ جیسا کہ مولانا آزاد تسطیر فرماتے ہیں جب کہ بُڈھے اشخاص پُرانے پنڈتوں
اور خاندانی بھاٹوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ذات کا کھتری اور گوت کا
ٹنڈن تھا۔ مگر لالہ گنپت رائے صاحب نادر نے بحوالہ شاہنشاہ نامہ جلد دوم

مصنف عبدالحمید لاہوری لکھا ہے کہ اس مغالطہ کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ راجہ ٹوڈرمل کے ایک ہمنام دیوان ٹوڈرمل صاحب تھے جو بزمانہ شاہجہان بادشاہ منصب دار ہزار پانصد تھے۔ پہلے رائے کا خطاب اور بعد میں دیوان کے خطاب سے سرفراز کئے گئے -یہ دیوان صاحب قوم کے کھتری اور ذات ٹنڈن تھے سوطن اور جنم بھوم ان کا چونیاں تھا۔ چنانچہ ان کے مکانات کے نشانات ابتک وہاں پائے جاتے ہیں۔ جو مسمار ہو کر کھنڈروں کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔ چونیاں کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ دیوان ٹوڈرمل کے محلات ہیں۔ مگر اسکی پشت میں سے اب کوئی شخص موجود نہیں۔ دیوان ٹوڈرمل شاہجہانی کو لوگوں نے مندرجہ بالا مغالطہ سے راجہ ٹوڈرمل اکبری سمجھ لیا ہے حقیقت میں یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخص ہوئے ہیں۔

راجہ ٹوڈرمل عہد اکبری کا خطاب راجہ تھا۔ اسے کبھی دیوان کا خطاب نہیں ملا۔ اکبرنامہ۔ آئین اکبری۔ زندہ جاوید طبقات اکبری اور منتخب التواریخ میں بھی راجہ کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ عہد شاہجہانی کے ٹوڈرمل صاحب رائے اور دیوان صاحب کے خطاب سے معروف تھے۔

والدین اور خاندانی حالات

پروفیسر آزاد اور دیگر مورخ تو نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ اکبر بادشاہ کا وزیر کل کشور ہند کا دیوان اور کوئی مصنف اسکے خاندان یا وطن کے حالات نہ لکھ سکا۔ یہ تعجب واقعی بجا ہے مگر کائستھ مترجلد دوم نمبر ۸ میں لالہ گنپت رائے صاحب نادر راجہ ٹوڈرمل کے خاندانی حالات پر مفصلہ ذیل روشنی ڈالتے ہیں۔

محمد شاہ گجراتی کے زمانہ میں دیوان ہربلب رائے کائستھ ٹھنا گمہ متوطن

بوڑیہ ضلع انبالہ بغرض تلاش روزگار گجرات کو تشریف لے گئے۔ ان کے والد شاہ دہلی کی ملازمت میں تھے۔ مگر جب وہ دیوان علاقہ سرہند مقرر ہو کر آئے۔ تو ناظم صوبہ سرہند سے کسی معاملہ میں کچھ ان بن ہو جانے سے انہوں نے ترک ملازمت کر دی نہ خود کرینگے اور نہ اپنی اولاد کو کرنے دینگے۔ دیوان صاحب دِل آزردہ ہو کر گجرات و دکن چلے گئے۔ ابتدا میں شاہ گجرات نے فوجی منصب عطا کیا۔ مگر وہ اپنے جودت طبع اور قابلیت ولیاقت کے باعث درجہ بدرجہ ترقی پاتے ہوئے میر بخشی اور بعد ازاں پرائیویٹ سکرٹری ہو گئے۔ دیوان ہربلب رائے کے دو بیٹے تھے۔ نوندہ رائے اور مکند رائے۔ بہادر شاہ گجراتی کے بعد اُس کا برادر زادہ جو محمود شاہ ثانی کے نام سے تخت نشین خلافت ہوا تھا۔ اُسکی اور نوندہ رائے کی بچپن سے باہم بڑی محبت و اُلفت تھی۔ اور آخر میں وہ محبت اس درجہ پر پہونچی کہ نوندہ رائے نے بپاس خاطر اپنے دوست کے مذہب اسلام اختیار کر لیا۔ اور محمود شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی وہ ایک اعلےٰ درجہ کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا۔ یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد وزیر کل اور نائب السلطنت کا درجہ اُسے دیا گیا۔ بادشاہ کی طرف سے اُسکو اعتماد خان کا خطاب ملا محمود شاہ ثانی کی وفات کے بعد اعتماد خان نے اپنے چھوٹے بھائی مکند رائے کو راجہ کا خطاب دیکر پہلے دیوانی کے عہدہ پر مقرر کیا۔ پھر وکیل مطلق اور دیوان اعلےٰ کے عہدہ پر ممتاز کر دیا۔

راجہ مکند رائے کا ایک ہی بیٹا تھا۔ جسکو آج وہ شہرت اور عزت نصیب ہے کہ دنیا کی ہر اطراف میں اُس کے نام کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

بچپن کی تعلیم اور اکبری دربار میں ملازمت

مورخوں نے تو راجہ ٹوڈرمل کی تعلیم اور بچپن کے حالات کو تنگدستی اور افلاس

کی صورت میں ظاہر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ بچپن میں ہی اُس کا باپ گذر گیا
بیوہ ماں نے نہایت مصیبتوں اور صعوبتوں اور دقتوں سے تنگدستی اور افلاس
کے زمانہ میں ہونہار بیٹے کو پالا۔ مرزا حیرت تو تورش اکبری میں یہانتک لکھتے
ہیں کہ چچا ماموں جو باپ کے مرنے کے بعد کسی قدر سرپرست بن سکتے ہیں وہ
بھی نہ تھے کہ اس ہونہار بچہ کی پرورش کرتے۔ ماں نے رنڈاپے کی حالت میں اپنے
بچہ کو پرورش کیا۔ اور گجرات کے ضلع کے ایک پاٹ شالا میں بیٹے کو بٹھا دیا۔ مگر
نادر لاہوری کا گستھ مترمین لکھتے ہیں۔ کہ ٹوڈرمل کے باپ کو شاہ گجرات کی طرف
سے راجہ کا خطاب ملا تھا۔ ٹوڈرمل کا چچا (نو مدرائے) اعتماد خان دیوان اعلےٰ
یعنے وزارت کے عہدہ پر ممتاز تھا۔ اور مورخ تو لکھتے ہیں۔ کہ ٹوڈرمل ابتدا میں
اکبر کے ادنے منشیوں میں داخل ہوا تھا۔ پھر اپنی ہوشیاری اور محنت سے رفتہ
رفتہ اعلےٰ مدارج کو پہونچ گیا۔ مگر نادر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جب راجہ مکند رائے
اپنی والدہ کی وفات کے باعث گجرات سے وطن آیا تو چنگیز خان نامی ایک سردار نے
اعتماد خان (برادر راجہ مکند رائے) پر غصب حکومت کا الزام لگا کر فوجکشی کی اُنہیں دنوں
میں شاہ اکبر نے بھی گجرات کی مہم کا ارادہ کیا۔ راجہ مکند رے نے یہ حال سنکر اپنے
بھائی اعتماد خان کو خفیہ اطلاع کی۔ کچھ دن باہم خط و کتابت رہنے کے بعد کنور
ٹوڈرمل چچا (اعتماد خان) کی طرف سے عریضہ لیکر باپ کے پاس اسلئے پہونچا کہ دونوں
باپ بیٹے دربارہ اکبری میں اس عریضہ کو پیش کریں۔ راجہ مکند رائے نے اپنے
بھائی نواب اعتماد خان کی طرف سے عرض کیا کہ شاہ والا کے ملازمان اگر گجرات
پر اپنا تصرف کرلیں تو اعتماد خان ہرگز مقابلہ نہ کرے گا۔ بلکہ وہ ملازمت شاہی
میں آنے کا خواہشمند ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ راجہ ٹوڈرمل بچپن میں ہی یتیم
نہیں ہوا۔ بلکہ اُسکی عمر اُسوقت ابھی تھی۔ نادر صاحب آگے کی چند سطور میں
لکھتے ہیں۔ کہ اکبر بادشاہ نے جب راجہ مکند رائے کو اپنی ملازمت پر مجبور کیا

اور راجہ نکندرائے نے بڑھاپے - اور خانگی اور پولیٹیکل معاملات کے باعث
جب کسی طرح نہ مانا تو لاچار کنور ٹوڈرمل کو دوہزاری منصب عطا کرکے راجہ کے
خطاب سے سرفراز کیا -

بقول نادر صاحب راجہ ٹوڈرمل چونکہ قوم کائستھ سے تھا - اور نادر صاحب
خود بھی اسی قوم سے ہیں - اسلئے وہ راجہ ٹوڈرمل کو ابتدا سے عمر ہی سے عروج و
ترقی دے کر تواریخی واقعات کا اُلٹ پلٹ کرنا چاہتے ہیں - بہتر ہوتا اگر نادر صاحب
اُن تواریخوں اور کتابوں کا حوالہ دیتے جن سے اُنھوں نے راجہ ٹوڈرمل کے
حالات اخذ کئے ہیں - جب تمام دُنیا کے مورّخ راجہ ٹوڈرمل کا بچپن نہایت ہی
مفلسانہ اور قابل امداد بیان کرتے ہیں - تو آپ کے پاس وہ کونسی وحئ آسمانی
ہے جس سے آپ نے حالات تو اخذ کر لئے - مگر حوالہ نہ دیا - اگر آپ نے ٹوڈرمل
کے حالات پر اسلئے حاشیہ چڑھایا ہے - کہ وہ ابتدا سے ہی خاندانی دل معلوم
ہو تو یہ آپ کی غلطی ہے - کیونکہ وہ شخص زیادہ قابل عزت اور قابل شہرت
ہوتا ہے جو بغیر کسی وسیلہ کے محض اپنے ہی بازو کے زور پر ناموری دولت
اور نیکنامی حاصل کرے - اگر یہ تاریخی واقعات ہیں تو پبلک میں پیش کیجئے کہ
سب مورخ آپ کے احسانمند ہوں -

ٹوڈرمل کو راجہ کا خطاب

جلال الدین شروانی لکھتے ہیں - کہ گجرات میں اوپر تو سب شور مچانے والے
مطیع و فرمانبردار ہو گئے تھے - مگر مرزا حسین نامی بچ رہا تھا - جو ادھر ادھر
جان چھپائے پھرتا تھا - اور جب . . . .
. . . .
اکبر نے ٹوڈرمل کو روانہ کیا - اُس نے ابتدا میں تو نہایت کامیابیاں حاصل کیں -
مگر جب مرزا حسین سے سابق شاہ گجرات کے رشتہ دار بھی مل گئے - تو ٹوڈرمل کو

سخت وقت پیش آئی - گو مرزا حسین نے شاہی فوجکو ہزیمت دی - مگر ٹوڈرمل کی جوانمرد طبیعت اور دلیرانہ حوصلہ نے قدم پیچھے ہٹانا مناسب نہ سمجھا انہیں دنوں میں بارش ہوگئی - ٹوڈرمل کی مجبوریوں اور دقتوں کی رپورٹ اکبر تک پہونچی - بارش کی آندھی کے ساتھ ہی گرد و غبار کی طرح آیا - اور دشمنوں کو چشم زدن میں خاک سیاہ کردیا - اکبر ٹوڈرمل کی جوانمردانہ ہمت سے بہت خوش ہوا - اور اسکو اسی بہادری کے صلہ میں اسی موقع پر راجہ کا معزز خطاب عطا کیا -

راجہ ٹوڈرمل کی دور اندیشیاں

ہونہار یتیم لڑکا گو ابتدا میں معمولی منشیانہ کام پر اکبری دربار میں ملازم ہوا تھا - مگر خداداد عقل - ذہن رسا اور لیاقت و قابلیت سے بہت ترقی کرنے لگا - کام کو نہ صرف شوق و محنت سے کرتا تھا - بلکہ غور و فکر سے بھی کاروبار کی ترقی کیساتھ علم و لیاقت میں بھی ترقی کرنے لگا - اپنے مذہب و عقیدہ پر گو راسخ القدم تھا - مگر زمانہ شناسی کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا - اکبری دربار میں جہاں ہندو مسلمان خصوصیت سے ایک نظر سے دیکھے جاتے تھے - ایسے آدمیوں کی نہایت ضرورت تھی جو بادشاہ کے ہم مذاق ہوں یا کم از کم بادشاہ کی طبیعت کا رنگ پہچانتے ہوں - اکبر بادشاہ جس نے ملت و ملاپ کے لحاظ سے ہندو مسلمانوں کو شیر و شکر کردیا تھا بے تعصبی کا دلدادہ تھا - اور اسلئے ہندوؤں کی اکثر رسموں میں شریک ہوتا اور جشن مناتا تھا - راجہ ٹوڈرمل بھی دربار کا رنگ پہچانتا تھا - اور دور اندیشیوں کیوجہ سے دربار کی روش کو تاڑتا تھا - چنانچہ دھوتی کی جگہ بزرداور لباس بھی اسیطرح بدل دیا تھا اور دفتر کی کاروبار دیکھ کر جوانمرد کی طرح سپاہیانہ انداز سے شہسواری کے جوہر دکھانے لگا -

بادشاہی لشکر جہاں اور جس جگہ اُترتا تھا۔ بے ترتیبی اور بدانتظامی ہاتھ سے نہ جاتی تھی۔ اگر ایک شخص کسیکو ملنا چاہتا تو اُسکے دو یا تین دن صرف ہوجاتے تھے۔ لشکر کبھی کئی میلوں تک چلا جاتا تھا۔ اور بے ترتیبی میں سخت دشواریاں تھیں۔ اسلئے ٹوڈرمل نے پیادہ۔ سوار۔ توپ خانہ۔ بھیر۔ رسد۔ بازار لشکر کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ اور اُن کو نہایت عمدہ ترتیب سے مختلف مقامات پر اکٹھا کیا۔ اکبر اپنے ہونہار متصدی کی یہ سپاہیانہ اور مدبرانہ اصلاحیں دیکھکر کمال بشاش ہوتا تھا۔

وزارت کا عہدہ اور وکالت کی مستقل مسند

جب داؤد خان حاکم اڑیسہ بنگال نے سردار گوجر خان کی سازش سے شورش وفساد پر کمر باندھی۔ تو راجہ ٹوڈرمل مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر فوج نے کھلے دل سے حامی نہ بھری۔ کیونکہ بنگالہ کی روز روز کی لڑائیوں سے دق ہوگئی تھی۔ راجہ نے منعم خان خانان کو لکھا۔ اُس نے بھی قابل اطمینان جواب نہ دیا۔ اتنے میں فرمان شاہی پہونچا۔ اکبری دربار کے دونوں نورتن حریف کے مقابلہ کو کھڑے ہوئے۔ منعم خان اس فوج کا سپہ سالار تھا۔ گوجر خان نے اس زور اور پھرتی سے حملہ کیا۔ کہ منعم خان کو تین کوس تک بھاگنا پڑا۔ ٹوڈرمل کی جوانمردی اور ہمت دیکھئے کہ نہ صرف خود ہی لڑتا رہا۔ بلکہ فوجوں کو بھی تسلی آمیز کلمات کہہ کہکر اڑائے رکھا۔ دشمنوں نے خان خانان کے مرنے کی خبر اڑادی۔ کہ کسی طرح فوج کی کمر ٹوٹے۔ مگر فوج کے سر پر راجہ ٹوڈرمل تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ کیا ہوا۔ خان خانان مارا گیا۔ اقبال اکبری سر پر کھڑا ہے۔ غرض للکار کر اس زور سے حملہ کیا۔ کہ گوجر خان نذر اجل ہوگیا۔ اور دشمن کی فوج تتر بتر ہوگئی۔

گوجر خان کے بعد ۹۸۳ھ ہجری میں داؤد خان نے صلح کی خواہش کی۔ اور

بڑے بوڑھے سرکو سلام و پیام کے لئے بھی بھیجا گیا۔ منعم خان تو صلح پر راضی ہو گیا مگر بات کا دھنی راجہ ٹوڈرمل مخالف تھا۔ اور اخیر دم تک مخالف ہی رہا۔ یہانتک کہ صلح کے لئے ایک نہایت شاندار دربار منعقد ہوا۔ تمام امراے دربار جمع ہوئے مگر راجہ ٹوڈرمل نہ آیا۔ اور نہ ہی صلح نامے پر دستخط کئے۔

بنگالہ میں امن وامان کے بعد جب اکبر نے جان نثار راجہ کو بلا بھیجا۔ تو رمز شناس راجہ بنگالہ کے بیش قیمت ہاتھی نذر کو لے گیا۔ جنکو بادشاہ نے نہایت پسند کیا۔ اکبر جو کہ جان نثاروں اور وفاداروں کا جوہری اور صراف تھا۔ ٹوڈرمل کی خدمات اور اسکے تحائف سے بہت خوش ہوا۔ پہلے منصب دیوانی عطا فرمایا پھر چند روز کے بعد تمام ملکی اور مالی خدمتیں اُسکی راے روشن کے حوالہ کر کے وزارت کل اور وکالت مستقل کی مسند پر جگہ دی۔

مظفر خان اور مقابلہ کی چوٹیں

خواجہ مظفر خان نے جو بیرم خان کے دیوان تھے۔ اور کسی زمانہ میں مظفر علی دیوانہ کے نام سے مشہور تھے۔ خان خانان جیسے لائق مدبّر کے زیر سایہ رہ کر بہت جلد ترقی کی۔ اوّل دیوان بیوتات ہوئے ۹۷۱ھ ہجری میں وکیل مطلق ہو کر مظفر خان ہو گئے۔ جب راجہ ٹوڈرمل موتمن الدولہ عمدۃ الملک شیر برجنگ کے خطاب سے مزین ہو کر وزارت کے مرتبہ کو پہونچے شاید اسلئے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ کی طرح ایک عہدہ اور ایک کام پر دونوں کا گذارہ مشکل تھا۔ ہمیشہ اُن کی مخالفت رہا کرتی تھی۔ اکبر دونوں کو اپنی دونوں آنکھیں اور دونوں بازو کہتا تھا۔ راجہ اور خواجہ کی ہمیشہ چشمک رہا کرتی تھی۔ راجہ نے ایک دن میر دیوان خواجہ سے کہا کہ تم مسلمانوں کو ہی ہمیشہ نوکر رکھتے ہو۔ خواجہ نے کہا۔ تم ہندو نوکر رکھو اور اپنا کام چلاؤ۔ اکبر سے بھی اکثر امیروں وزیروں نے

شکایت کی کہ ایک ہندو کو مسلمانوں پر اسقدر اختیار و اقتدار دے دیا جائے ایسا مناسب نہیں۔ بے تعصب اور صاف دل بادشاہ نے اس جواب سے سب کو لاجواب کر دیا۔ کہ تم سب کی سرکاروں میں جب کوئی نہ کوئی منشی ہندو ہے۔ تو ہم نے ایک ہندو رکھا۔ تو کون سا گناہ کیا۔

سنہ ۹ ہجری میں جب اکبر بادشاہ نے سپاہ میں داغ اور دفتر مالگزاری میں خالصہ کا آئین جاری کرنے کے لئے امراء سے صلاح لینے کی خاطر مشورہ کا جلسہ کیا تو ٹوڈرمل نے بادشاہ کی تائید کی۔ اور یہ بھی کہا کہ مظفر خان کبھی آپ کی تائید نہ کریں گے اسلئے کہ وہ ہر کام میں بلاسوچے سمجھے میری مخالفت کر دیتے ہیں۔ مظفر خان کبھی حرم پر روانہ کئے گئے تھے۔ بادشاہی فرمان کے مطابق رستے ہی سے واپس آئے۔ اکبر نے خالصہ اور داغ کے متعلق رائے لی۔ اُن کو جب معلوم ہوا کہ راجہ بھی بادشاہ کی تائید میں ہے۔ تو جھٹ مخالفت کر دی۔ اور اس انداز سے کی۔ کہ بادشاہی معتمدوں میں داخل ہو گئے۔ گو دونوں تجویزیں ایک عرصہ کے وقفہ کے بعد بھی عملی صورت اختیار نہ کر سکیں۔

راجہ ٹوڈرمل اور داؤد خان

گجرات کی ناموری اور فتحیابی کے بعد راجہ ٹوڈرمل نے خانجہان[1] کی امداد سے جنگ بنگالہ کو اس خوبی اور کامیابی سے سر کیا کہ ہندوستان کی چاروں طرف

(۱) اس کا نام حسین قلی خان۔ ولی بیگ ذوالقدر کا بیٹا اور بیرم خان کا بھانجا تھا۔ ... بیرم خان کے زوال کے زمانے میں اس پر بھی گردش ایام سوار تھی۔ اس کے باپ کو اس کے دشمنوں نے بادشاہ کو سکھا پڑھا کر مروا دیا تھا۔ کہ یہی بیرم خان کو فساد پر اکسایا کرتا ہے۔ جب بیرم خان کی خطا معاف ہوئی۔ تو اس پر بھی الطاف خسروانہ ہونے لگے۔ اس نے مختلف لڑائیوں میں وہ نام پیدا کیا کہ خان جہانی کا خطاب لے گیا۔

اسکی دلیری اور بہادری کے سکّے جم گئے۔

منعم خان[1] کے مرنے کے بعد سلیمان کے بیٹے داؤد نے سنہ ۱۵۷۶ء مطابق سنہ ۹۸۴
ہجری میں پھر سر اُٹھایا۔ اکبری سکّوں اور خطبوں کی جگہہ داؤدی حکم و احکام جاری
ہوگئے۔ بادشاہ نے خان جہان کو بنگالہ کا انتظام سپرد کرکے ٹوڈرمل کو ساتھ کیا۔
فوج کی افسری اور سپہ سالاری خان جہان کے ہاتھ میں تھی۔ بخاری اور ماورالنہری
امرا اُسکے ماتحت نہ رہنا چاہتے تھے۔ مگر ٹوڈرمل کی حسن لیاقت دیکھیے کہ اُس نے تمام
سرداروں کو اس خوبی سے حلقہ بگوش کیا۔ کہ خود خان جہان حیران رہ گیا۔ مولانا
آزاد لکھتے ہیں۔ اس (راجہ) نے کہیں دوستانہ فہمایش سے کہیں ڈراوے سے
کہیں لالچ سے غرض اپنی حکمت عملی سے سب کو پرچا لیا۔ کہ لشکر بنے کا بنا رہا۔
اور کام جاری ہوگیا۔ وہ دونوں باوفا مل جل کر بڑے حوصلے۔ صاف سینے۔ اور کھلے
دل سے کام کرتے تھے۔ سپاہی کے دل اور سپاہ کی قوت بڑھاتے تھے۔ پھر کسی
بدنیت کی یاوہ گوئی کیا چل سکتی تھی۔ لیکن جابجا لڑائیاں صف آرائی کے ساتھ
ہوتی تھیں۔ اور کامیابی پر ختم ہوتی تھیں راجہ کبھی داہنے پر ہوتا تھا۔ اور کبھی
بائیں پر اور اپنی دلاوری سے عین موقع پر اور بڑھ کر کام دیتا تھا کہ سارے لشکر
کو سنبھال لیتا تھا۔ غرض بنگالہ کا بگڑا ہوا کام پھر بنا لیا۔

---

[1] منعم خان اکبری دربار کا نامور سپہ سالار اور پنجہزاری امیر تھا۔ قوم کا کھتری تھا۔ اس کا اصلی
نام منعم بیگ تھا۔ ہمایون کے ساتھ اُسکی تباہی کا شریک تھا۔ جب اکبر تخت نشین ہوا۔ تو
اسکی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی سنہ ۹۱۱ ہجری میں جب ہمایون افغانستان کا انتظام کر
رہا تھا اور بیرم خان قندہار کا حاکم تھا اور اکبر کی عمر دس گیارہ برس کی تھی ہمایون نے
منعم خان کو اکبر کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ سلیمان کرارانی اور لودی وغیرہ کر افغانوں کے سردار
اور ملک بنگالہ اور اضلاع مشرقی میں افغانوں کے عہد سے حاکم مستقل اور صاحب لشکر
تھے منعم خان نے ہی زیر کرکے اکبری سکّے اور خطبے جاری کئے تھے۔

خانجہان اور راجہ نے مظفر خان کو بھی بہار سے بادشاہی حکم کے بموجب بلوا لیا تھا۔ عین موسم برسات میں لڑائی شروع ہوئی۔ پہلے پہل تو دونوں طرف کی فوجیں مقابلہ کی خوب ٹکر کھاتی تھیں۔ بلکہ خان جہان حیران ہو گیا تھا۔ کہ دن آخر ہونے کو ہے۔ دیکھیئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ دفعتہ کالا پہاڑ غنیم کے سپہ سالار کے تیر لگا۔ اور وہ بھی ایک تیر میں نو کدم بھاگا۔ اُس کے بھاگتے ہی سارے پٹھان بھاگے۔

پروفیسر آزاد لکھتے ہیں۔ کیچڑ پانی کے سبب سے زمین کا پتہ نہ تھا۔ بادشاہی فوج وہیں تھمی رہی۔ شام قریب تھی۔ غنیم نے بھی پیچھے ہٹ کر لشکر ڈال دیا۔ اکبری اقبال کی طلسم کاری دیکھو کہ رات کو بادشاہی توپیں نہ سے دشمن کی طرف توپیں چلا رہے تھے جنید افغان اپنے خیمہ پر پڑا سوتا تھا۔ ایک گولہ ایسا جا کر لگا۔ کہ ران شیشے کی طرح چور ہو گئی۔ وہ پُرانا پٹھان۔ داؤد کا عمو زاد بھائی اور افغان کا رکن خاندان تھا۔ پٹھانوں کی تلوار کہلاتا تھا۔ اس میدان میں فوج کا بایاں بازو تھا اور لڑائی کے ہتھکنڈے خوب جانتا تھا۔ اُسکے مرنے سے سارے افغان چپ ہو گئے۔

راجہ ٹوڈرمل کے نام داؤد خان کا خط

داؤد خان کو جب مایوسی کے آثار نظر آنے لگے۔ تو اُس نے کہا کہ کاغذی حکمت عملیوں سے راجہ ٹوڈرمل کو اپنے قابو میں کرنا چاہئے۔ چنانچہ مفصلہ ذیل مضمون کا ایک رقعہ لکھا۔

تمہارے ہاتھ میں شاہی فوج کی کمان ہے۔ بہتر ہے کہ ہم تم دونوں ملجائیں پھر بہار بنگالہ اور اڑیسہ میں کسیکی مجال نہیں کہ قدم بھی رکھ سکے۔ گو تم ہندو ہو۔ اور میں مسلمان ہوں۔ پھر بھی ہم سگے بھائیوں کی طرح زندگی بسر کریں گے

اور ملک کو بانٹ کر بے کھٹکے جاہ و جلال سے حکومت کرینگے - ہمارے ملجانے پر
اکبر بھی کچھ نہیں کر سکتا - اگر تم نے اپنی بدقسمتی سے میرے رقعہ کے اصل مطلب
پر توجہ کی - اور میری صلاح کو قبول نہ کیا - تو سمجھ لینا - کہ بنگال سے تمہارا واپس
جانا سخت دشوار ہوگا - اور اسی سرزمین میں تمہاری نعش چیلوں اور کوؤں کی
خوراک ہوگی - اور اگر تم زندہ گرفتار ہوکر آ گئے - تو تمہاری وہ گت بناؤں گا
کہ چشم فلک نے کبھی وہ ذلت نہ دیکھی ہوگی - میرے پاس لشکر بے تعداد ہے اور
بنگالہ کے کل رئیس میرے ساتھ ہیں -

راجہ جو اکبر کے نام پر جان قربان کر دینا عین فخر سمجھتا تھا - داؤد کے بہکانے
میں کب آنے والا تھا جوش میں آکر داؤد خان کو جواب لکھا - جس کا خلاصہ درج
ذیل ہے -

"تم پر مجھے سخت رنجش اور افسوس ہے - کہ تم مجھے دوستانہ پہلو سے ایک
امر کے اختیار کرنے کے لئے مجبور کرتے ہو جو دین و دنیا دونوں میں میری روسیاہی
ہے - تم مجھے نصف بنگال کا لالچ دیتے ہو - مگر میں اپنے آقا کی فرمانبرداری
کے آگے ہفت اقلیم کو بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا کچھ پرواہ نہیں - اگر میرے بدن
تار تار ہو زغن کھا جائیں مجھ کو پرواہ نہیں - اگر مجھے سخت سے سخت عذاب دیا
دیوے - مگر سنو! داؤد خان یہ نہیں ہوسکتا - کہ میں اپنے بادشاہ کی نمک حرامی
کروں - اور اُسے دغا دوں" - راجہ نے جو معقول جواب لکھا اُس سے اُسکی دیانت
فرمانبرداری - اطاعت اور اپنے بادشاہ کی خیرخواہی وفاداری اچھی طرح ظاہر
ہوتی ہے -

داؤد خان کی گرفتاری اور قتل

جنید کے مرنے سے افغانوں کے چھکے تو چھوٹ ہی گئے تھے - دن نکلتے ہی

خانجہاں نے حملہ کر دیا۔ اقبال اکبری کے آگے داؤدی کارناموں کی کیا پیش جا سکتی تھی۔ غنیم بے اختیار ہو کر بھاگا۔ لشکر شاہی نے تعاقب کیا ہزاروں کو مارا۔ سینکڑوں کو باندھا۔ اور بے تعداد فوج کو مجروح و زخمی کیا۔ جا بہارے داؤد کا گھوڑا ایک چہرے میں پھنس گیا۔ شاہی لشکر نے وقت پر پہونچکر گرفتار کر لیا۔ سپہ سالار خانجہاں اور راجہ ٹوڈرمل میدان جنگ میں شاہی دلاوران کو تحسین و آفرین دے رہے تھے۔ کہ داؤد حاضر کیا گیا۔ داؤد کی حاضری اور قتل کا سین مولانا آزاد نے ان الفاظ میں ادا کیا:۔

"داؤد ایک حسین صاحب جمال اور دیدار رو جوان تھا۔ اس وقت خاموش کھڑا تھا مگر چہرہ شگفتہ تھا۔ اور کسی طرح کا اضطراب نہ معلوم ہوتا تھا۔ چونکہ بہت پیاسا تھا۔ اس نے پانی مانگا۔ لشکر کے لوگ دیکھ بھر تے بھرتے تھک گئے تھے ایک کم ظرف دل جلے نے جوتی میں بھر کر پانی سامنے کیا۔ داؤد نے آسمان کی طرف دیکھا اور خدا کی قدرت کو یاد کیا ۔ دریادل خانجہاں نے اپنی صراحی اور چھاگل کٹورا منگا کر پانی دیدیا۔ اور پوچھا کہ عہد نامے کے بعد بے وفائی کرنی یہ کیا رسم اور کیا آئین ہے اس نے بڑے استقلال سے کہا۔ کہ وہ عہد منعم خان کے ساتھ تھا۔ اب اتر و۔ تھوڑی دیر آرام کر و۔ تمہارے ساتھ الگ عہد و پیمان ہو گا۔ خانجہاں کا ارادہ ہرگز نہ تھا کہ اُسے قتل کرے۔ اُمرا نے کہا کہ اُسے زندہ رکھنے میں فساد کا احتمال ہے۔ ناچار قتل کا حکم دیا۔ جلاد نے دو ہاتھ مارے تلوار کارگر نہ ہوئی۔ آخر لٹا کر ذبح کیا۔ سر کاٹ صاف کیا۔ اس میں بھس بھرا اور عطریات معطر کر حضور میں بھیجدیا۔ دھڑ ٹانڈہ کو روانہ کیا۔ کہ اُسکا دار الخلافہ تھا۔ بادشاہ فتحپور سے سوار ہوئے تھے۔ پہلی ہی منزل تھی ۵ کوس پر ڈیرے پڑے تھے کہ سید عبد اللہ خان اپنی روانگی کے گیارہویں دن آن پہونچے۔ اور داؤد کا سر حلوخانہ اقبال پر لاکر ڈالدیا۔ لشکر بادشاہی میں عجب خوشی کا غلغلہ اُٹھا۔ اکبر نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور فتحپور چلے گئے۔

یسد میرک ایک بزرگ علم فقر میں کمال مہارت رکھتے تھے - کئی دن پہلے بادشاہ نے ان سے سوال کیا تھا - جو حکم انھوں نے لگایا تھا وہی ٹھیک ہوا یعنے ؎

خردۂ افتح بنا گاہ رسد

سر داؤد بدرگاہ رسد

مہم کے فتحنامے خان جہان اور راجہ ٹوڈرمل کے نام لکھے گئے -

گجرات اور دکن کا فساد

اکبر کو امرا وزرا اور مصاحبین تو ایسے فاضل و یگانہ روزگار اور با اقبال ملے تھے - کہ جن میں سے ہر ایک ارسطوئے زمان اور رستم دوران تھا - مگر افسوس کہ خاندان شاہی کے ممبر عموماً مار آستین ہی نکلتے رہے - ہمایون کے بھائیوں نے (جو اس کے چچا تھے) اکبر سے بہت برے سلوک کیے اور ان کی اولاد بھی اکبر اور اسکی سلطنت کے لئے کچھ ایسے خیر خواہ نہ ثابت ہوئی - جب داؤد گرفتار کیا گیا تھا تو بنگال کے ہمدردوں میں خواجہ ابراہیم ایک شخص (شاہی خاندان اور اکبر کے چچا کی اولاد سے تھا) اسکا بیٹا طالب بدخشی اب اکبری نمک خوار رؤسا میں سے تھا - لیکن جو شور انگیز نمک باپ نے کھایا تھا - اُس کے فساد کو اکبری نمک ہرگز اعتدال پر نہ لا سکا - طالب کو کسی طرح معلوم ہوگیا کہ داؤد یہی ہے - پہنچا اور اُسکی مخلصی کی تدبیریں کرنے لگا - مراد سیستانی اور حسین بیگ کو خبر ہوگئی - وہ باز کی طرح پہونچے - اور شکار کو پکڑ لائے -

راجہ ٹوڈرمل گجرات سے ہوکر پٹن کے دفتر مالیات کے دیکھنے کو گیا تھا کہ مرزا کامران (اکبر کے چچا) کی بیٹی جو ابراہیم مرزا کی بی بی تھی اپنے بیٹے کو لیکر آئی - اور گجرات کے علاقہ میں فساد برپا کیا - اُس کے ساتھ اور باغی اٹھ کھڑے ہوئے اور ملک میں غدر ہوگیا - وزیر خان صوبہ دار گجرات نے سامان جنگ

اور قلعہ و فصیل کا بند و بست کیا۔ اور بسم اللہ کے گنبد میں بند ہو کر بیٹھ رہا۔ ساتھ ہی قاصد دوڑ آئے۔ کہ راجہ کو خبر کرو۔ مولانا آزاد نے جس خوبصورت الفاظ میں راجہ ٹوڈرمل کی تعریف کی ہے۔ وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ گوشت دمرلو وزیر خان مسلمان) تو پھس ہو گیا۔ دال (راجہ ٹوڈرمل ہندو) کو آفرین ہے کہ خوب اوبال کھایا۔ وہ جس ہاتھ سے قلم پکڑے لکھ رہا تھا اسی میں تلوار پکڑ کر چلا۔ گجرات میں آیا۔ وزیر خان کو مرد بنا کر شہر سے باہر نکالا۔ مفسد بڑودہ پر قابض تھے۔ باگیں اٹھائے ہوئے پہنچے۔ چار کوس بڑودہ رہا تھا کہ باغیوں کے قدم اٹھ گئے۔ اور سب بھاگ نکلے۔ یہ آگے تھے اور وہ پیچھے۔ کنبایت سے جوناگڑھ ہوتے ہوتے۔ دولقہ کے تنگ میدان میں جا کر رکے۔ اور ناچار ہو کر مقابلہ کیا۔

دونوں فوجیں جم گئیں وزیر خان قلب میں قایم ہوئے۔ چاروں پرے چاروں طرف آراستہ۔ جن میں راجہ بائیں پر۔ غنیم نے صلاح کی تھی کہ صفیں باندھتے ہی زور شور سے لڑائی ڈال دو۔ کچھ سامنے ہو جاؤ۔ اور باقی دفعتاً بھاگ نکلو۔ اکبری بہادر ضرور تعاقب کریں گے۔ راجہ ہی آگے ہو گا۔ موقعہ پا کر دفعتاً پلٹ پڑو۔ پھر دونوں کو گھیر کر وزیر خان اور راجہ کو مار لو۔ کہ کام تمام ہے اور حقیقت میں انہیں بڑا اقبال راجہ ہی کا تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو ابتدا میں وزیر خان کو ناکامی دیکھنی پڑی۔ مگر اس نے حوصلہ میں فرق نہیں آنے دیا۔ میدان جنگ میں ہی ڈٹا رہا۔ جب راجہ نے مہر علی معتمد کو ہزیمت دی تو دیکھا کہ وزیر خان استقلال سے مقابلہ کر رہا ہے۔ راجہ جوش کھا کر آیا۔ اور اس زور سے حملہ کیا کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے۔

مرزا کامران کے بیٹے نے اس لڑائی میں عجیب کام یہ کیا تھا۔ کہ فوج کی کمی کے باعث عورتوں کو مردانہ کپڑے پہنا کر میدان جنگ میں لایا تھا۔ عورتیں بھی تیراندازی اور نیزہ بازی میں زنانی مردانگی کا ثبوت دے

رہی تھیں۔ کشت خون کے بعد جب غنیم بھاگ گئے۔ اور مال غنیمت میں بہت سے ہاتھی اور قیدی بھی چھوڑ گئے۔ تو عورتوں کا یہ عجیب تحفہ بھی اسی خیال میں شامل تھا۔ ٹوڈرمل نے اپنے بیٹے دھارا کی معرفت لوٹ کا مال اسباب۔ ہاتھی۔ قیدی اور فوجی عورتوں کا گروہ جوں کا توں دربار میں اکبر کے ملاحظہ کے لئے روانہ کر دیا۔

بنگالہ کے امرائے شاہی میں بگاڑ

۱۵۷۹ء عیسوی مطابق ۹۸۷ھ ہجری بنگالہ کی شاہی فوج میں بغاوت شروع ہو گئی۔ سپاہ اور اُن کے سردار سپہ سالاروں کی ایک نہیں سنتے تھے۔ بلکہ برسر مقابلہ تھے۔ افسر اور ماتحت سب ملازمان شاہی ترک اور مغل تھے۔ اکبر کے کان میں جب بغاوت کی آواز پہونچی۔ تو راجہ ٹوڈرمل کو انتظام کیلئے روانہ کیا۔ اور جو سردار اُس کے ماتحت کئے وہ بھی ہندوستان کے راجوں کی اولاد تھے۔ ٹوڈرمل کے لئے یہ عجیب نازک موقعہ تھا۔ کیونکہ مقابلہ میں اوّل تو شاہی فوج پھر تمام مسلمان اور اپنی طرف کے کل ہندو تھے۔ اندیشہ تھا۔ کہ دو نقیضوں کو فوقیت مذہب کا بہانہ نہ مل جائے اور رنگ میں بھنگ نہ آجائے۔ مگر اُس صاحب تدبیر راجہ نے اس حکمت سے میدان فتح کیا۔ کہ اس طبع سلیم اور لیاقت و ذہانت پر بے اختیار تحسین و مرحبا کہنی پڑتی ہے۔ مقابل اگرچہ باغی تھے لیکن خاندان شاہی کے قدیمی نمک خوار تھے۔ تلوار کی لڑائی میں اندیشہ تھا۔ کہ بڑے بڑے جوانمرد اور بہادر مفت میں تہ تیغ ہو جائیں گے۔ اسلئے تدبیر کی تلوار کے جوہروں سے باغیوں کو مطیع و فرمانبردار کیا اور تمام ہندو زمینداروں کو اپنی طرف بلا لیا جو بالکل سرکش اور نمک حرام تھے۔ وہ تلوار یا اپنے اعمال

کی نذر ہوئے۔ اس مہم میں راجہ کے حاسدوں اور دشمنوں نے راجہ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔ کہ اس عام بغاوت اور بلوہ کی خون خرابی میں کوئی کسکو پہچانے گا۔ مگر جسے خدا رکھے اُسے کون مارے۔ راجہ کو خبر ہوگئی۔ اور وہ بچ گئے سنہ ۱۵۷۷ء میں کامل تین برس کے بعد اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔

راجہ ٹوڈرمل کی عزت افزائی

راجہ ٹوڈرمل بنگالہ سے واپس آکر پھر مسند وزارت پر بیٹھا۔ دیوان کل ہوا۔ اور ہندوستان کے بائیس صوبوں پر قلم و کاغذ اور حکم و احکام کے گھوڑے دوڑانے لگا۔

سنہ ۹۹۰ ہجری یعنے سنہ ۱۵۸۲ عیسوی میں راجہ نے بادشاہ کی ضیافت کا جشن اپنے مکان پر ترتیب دیا۔ اکبر بادشاہ جو جاں نثار وفاداروں کا قدردان اور جوہر شناس تھا۔ بے تکلف اُسکے گھر گیا۔ ٹوڈرمل کی عزت اور خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لطف و عنایات کا بازار گرم ہوگیا۔ اور سنہ ۹۹۴ ہجری میں چار ہزاری کا منصب عطا ہوا۔

راجہ ٹوڈرمل پر قاتلانہ حملہ

بادشاہ کا جشن منعقد کرنے کے چھ سال بعد جب قلیچ خان نے گجرات سے آکر حضور میں عجائب و غرائب تحایف پیش کئے۔ تو اُسے حکم ہوا کہ ٹوڈرمل کے ساتھ ملکر مہمات ملکی و مالی کا سرانجام دو۔ اسی زمانہ میں ایک سیاہ دل کھتری نے راجہ پر تلوار چلائی۔ مگر وار خالی گیا۔ راجہ کا گمان تھا۔ کہ شاید امرا صفے شاہی میں سے عداوت مذہب کے خیال سے یہ حرکت کی ہوگی۔ مگر تحقیقات

کی تو معلوم ہوا کہ راجہ نے کسی کھتری بچہ کو بداعمال کی سزا دی۔ اُس نے چند ایک ساتھیوں کی مدد سے یہ قاتلانہ حملہ کیا۔ قاتل اور اُس کے ساتھیوں کو مناسب سزائیں دی گئیں۔

راجہ ٹوڈرمل کی وفات

سنہ ۱۵۸۹ عیسوی مطابق سنہ ۹۹۷ ہجری میں بادشاہ حسب معمول کشمیر کی سیر کو گئے تو انتظام ملکی و مالی کے لئے دو جلیل القدر امیر ہر صوبہ کے دارالسلطنت میں رہا کرتے تھے لاہور راجہ بھگوان داس اور راجہ ٹوڈرمل کے حوالہ ہوا کہ دونوں ملکر کام کریں۔ اکبری دربار کا یہ نورتن ٹوڈرمل بوڑھا ہو گیا تھا۔ اور بقول مُلا عبداللہ بدایونی اُسکی عمر ستر بہتر کے قریب تھی۔ مہمات ملکی اور انتظام سلطنت میں عمر کا بیت حصہ صرف کر چکا تھا۔ اب بڑھاپے کا زمانہ اور فارغ البالی کے دن تھے محنت و تکان اور مہمات دن کے غور و خوض اور مصروفیت کے باعث بیمار ہو گئے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ بڑھاپے کا زمانہ اُس پہ بیماری کا زور موت کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اجازت ہو تو مال و منال اور دولت و اقبال اور جاہ و جلال سے ہاتھ اُٹھا کر گنگاجی کے کنارہ ہردوار پہ زندگی کے باقی ایام بسر کر دوں بادشاہ نے پہلے تو اجازت دیدی۔ کہ ہاں چلے جاؤ۔ طبعیت یکسو ہو جائے گی۔ اور آب و ہوا کی تبدیلی بھی ہو گی راجہ ٹوڈرمل روانگی کے لئے اپنے تالاب (لاہور) پر مقیم تھے۔ کہ دوسرا فرمان وہیں پہونچا۔ جس میں لکھا تھا کہ ملک کی خدمت سب سے بڑی عبادت ہے۔ ہردوار کا سفر چھوڑ دو۔ اور عاجزی بندوں کی غمخواری اور مخلوق خدا کی دادرسی کو ہی زادِ آخرت سمجھو۔ بادشاہ کے جان نثار اور فرمانبردار راجہ نے بادشاہ کے فرمان کو سر آنکھوں پہ جگہ دی اور تیاریاں موقوف ہو گئیں گیارہویں ہی دن کے بعد جان جان آفرین کے سپرد کی انہیں دنوں میں راجہ بھگوانداس

نے بھی انتقال کیا۔ مُلّا بدایونی نے جو اکبری نو رتنوں پر اکثر خفا ہی رہتے تھے
مصرعہ ذیل سے دونوں کی تاریخ نکالی ع

بگفتا ٹوڈر و بھگوان مُردند

معلوم ہوتا ہے کہ مُلّا صاحب راجہ ٹوڈرمل پر حد سے زیادہ ناراض تھے جیسا
اُن کے قطعہ تاریخ وفات سے ظاہر ہوتا ہے فرماتے ہیں۔

ٹوڈرمل آنکہ ظلمش بگرفتہ بود عالم — چوں رفت سوئے دوزخ خلقے شدند خرم
تاریخ رفتنش را از پیر عقل جستم — خوش گفت پیر دانا ٹوڈر رفت در جہنم

راجہ ٹوڈرمل کی اولاد

دربار اکبری میں راجہ کی اولاد کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ ہاں اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ نے مرزا مظفر حسین پر گجرات میں فتح حاصل کی۔ تو اُس کے زنانہ لشکر کو اپنے بیٹے دھارا کی سرکردگی میں اکبر کے حضور میں بھجوایا دھارا دربار اکبری میں اکثر حاضر رہا کرتا تھا۔ اور اسکا منصب سات صدی تھا۔

تزک جہانگیری سے ایک اور بیٹے کلیان نامی کا پتہ ملتا ہے۔ جو پھلواریہ کا افسر تھا۔ جب اُسکی شکایتیں ہوئیں۔ تو جہانگیر نے واپس بُلا کر کورنش سے محروم رکھا۔ مگر جب معلوم ہوا۔ کہ کلیان بالکل پاک اور بے گناہ ہے تو خلعت فاخرہ دے کر مہابت خان کے ہمراہ ایک صوبہ پر مقرر کر دیا۔ گرگپت رائے صاحب نادر ان کی اولاد کی بہت بڑی تفصیل لکھتے ہیں۔ اور آپ کو اپنی تحقیقات پر بہت کچھ ناز بھی ہے۔ یہ ناز اور تحقیقات بجا ہے۔ یا بے جا۔ نیاز مند فوق اسکی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اصلیت سے ناواقف تھا۔

احمد شاہ ابدالی جب دہلی میں آیا۔ تو راجہ ٹوڈر مل کی اولاد کی بہت تلاش کی۔ آخر ایک شخص دیوان بیدھ مل بن نین سکھ بن پران سکھ کو اپنے ہمراہ کابل میں لے گیا جو تمام عمر وہیں رہا۔ ان کے بیٹے یعنے دیوان بیدھ مل کا ایک بیٹا دیوان جواہر مل دہلی میں رہا۔ جسکے دو بیٹے سکھ باشی رائے تھے۔ دیوان بیدھ مل کا ایک اور بیٹا رتن چند تھا جو لاولد فوت ہوگیا تھا۔ سکھ رائے باشی کے دو بیٹے جے گوپال وشبنکر داس تھے۔ پھر جیگوپال کے دو بیٹے اوتم چند اور شامداس ہوئے۔ جو دونوں لاولد فوت ہوگئے یعنے بجز دختروں کے اُن کے ہاں کوئی بیٹا نہیں ہوا۔ علے ہذا شینکرداس کے ہاں بھی بجز دختر کوئی لڑکا نہ تھا۔ انباشی رائے کے دو بیٹے گلاب رائے ورادہاکشن تھے۔ گلاب رائے کے دو بیٹے گنگارام۔ سندرداس تا ایندم دمراد از ۱۹۲ ء م موجود ہیں۔ گنگارام لاولد ہے اور سندرداس کے ہاں آیارام بعمر پانزدہ سالہ (اب بعمر ۲۵ سالہ) موجود ہے انباشی رام کا دوسرا بیٹا رادہاکشن لاولد فوت ہوا تھا۔ راجہ ٹوڈر مل کی اولاد میں سے اکثر لوگ اودھ اور دہلی میں ہیں اور ایک خاندان ان کا لاہور میں بھی ہجکل موجود ہے۔

راجہ ٹوڈر مل کی کنبہ پروری

راجہ ٹوڈر مل نہایت ہی دور اندیش مدبر سچا قومی اور ملکی خدمتگذار تھا۔ اُسکی ملکی خیر خواہیاں کچھ تو بیان کی جاچکی ہیں۔ اور کچھ آیندہ اپنے موقع پر بیان کیجائیں گی۔ اسکی قومی خدمتگذاری کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب اُس نے دور اندیشی اور قومی خیر خواہی کی آنکھ سے تمام شاہی دفتروں میں نظر کی تو اُسے قریباً تمام مسلمان ہی مسلمان نظر آئے۔ سب سے پہلے اُس نے کنبہ پروری کا ثبوت دینے کے لئے اپنے لواحقوں اور رشتہ داروں کو بھرتی کیا۔ مگر

ایسا بھی ناانصاف نہیں تھا۔ کہ نالائق لوگوں کی بھرتی سے اپنے آپ کو بدنام کرتا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ راجہ کے سالے نے ایک اسامی کے لئے جسکی تنخواہ ساٹھ روپے ماہوار تھی۔ اپنی درخواست کی۔ راجہ نے اُس اسامی پر تو کسی اَور کو مقرر کردیا۔ مگر اپنے سالے کو یہ کہا کہ جبتک تم کام سے واقف نہیں ہوتے تیس روپیہ ماہوار مجھ سے لیتے رہو۔ اور کام سیکھو۔

زبان اُردو اور راجہ ٹوڈرمل

سکندر لودہی کے زمانہ تک فارسی۔ عربی کا نام اہل ہنود کی زبان پر ملکش بہیا تھا۔ اور کوئی ہندو بھی ان زبانوں کو پڑھنا نہ چاہتا تھا۔ اسی وجہ سے شاہی دفتروں میں بہت کم ہندو نظر آتے تھے اور جو تھے وہ بھی معمولی عہدوں پر سرفراز تھے۔ راجہ ٹوڈرمل نے سوچا۔ اور بہت خوب سوچا۔ کہ اہل ہنود محض عربی اور فارسی کی ناواقفیت کی وجہ سے شاہی خدمات سے محروم رہتے ہیں۔ اور جبتک ہندو زبان (فارسی) نہ سکھیں گے۔ اُن کی سرفرازی محال بلکہ ناممکن ہے۔ اسی اصول کو مدنظر رکھ کر راجہ نے حکم دیا کہ ہندوستان میں یک قلم فارسی دفاتر ہو جائیں اس سے مطلب یہ تھا کہ کہیں کہیں جو ہندی بھاشا کے دفتر ہیں۔ وہ بھی موقوف ہوجائیں اس سے دو طرح کے فائدے تھے۔

(۱) تو یہ کہ شاہی حساب کتاب ایک ہی زبان میں رہے۔

(۲) یہ کہ جب ہندی زبان موقوف ہو جائے گی تو لامحالہ ہندوؤں کو بھی فارسی سیکھنی پڑے گی۔ اور پھر وہ اعلےٰ عہدے بھی آہستہ آہستہ حاصل کرلینگے

راجہ ٹوڈرمل کی اس نئی تجویز نے اکثر ہندوؤں میں اضطراب پیدا کر دیا۔ اور جس طرح آج سے پچاس سال پہلے مسلمان انگریزی پڑھنا کفر اور بے دینی

سمجھتے تھے اسی طرح اس وقت کے ہندوؤں نے بھی ایسا ہی خیال کیا۔ مگر چند سمجھدار ہندوؤں کو راجہ ٹوڈرمل نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جنکو یہ ذہن نشین کرادیا کہ بادشاہ کی زبان سیکھنے میں ہی (خواہ وہ کیسی ہی مشکل یا خراب کیوں نہ ہو) دنیاوی ترقی کا راز پوشیدہ ہے۔ بادشاہ کی زبان (فارسی) نری زبان ہی نہ سمجھو۔ بلکہ وہ رزق کی کنجی اور ترقی کا زینہ ہے۔ ادھر بادشاہ بھی اکبر جیسا صاحب تدبیر اور صلح کل بادشاہ تھا۔ جس نے ہندو مسلمانوں کو محبت ویگانت کے ایک ہی جال میں مضبوط جکڑا ہوا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوؤں نے فارسی اور عربی میں اچھا ملکہ پیدا کر لیا۔ اور دونوں ہی میں اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر سرفراز ہونے لگے۔ ہندو چونکہ بھاشا پہلے ہی جانتے تھے۔ اب عربی اور فارسی میں بھی انہیں بہرہ ہو گیا۔ تینوں زبانوں کے الفاظ ایک نئی زبان کی بنیاد ڈالنے لگے جو شاہجہان کے زمانہ میں اردو کے نام سے موسوم ہوئی۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو اردو یعنی ریختہ کی بنیاد راجہ ٹوڈرمل کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔

تمام ہندؤں کو راجہ کا شکرگذار ہونا چاہیئے

اگر راجہ ٹوڈرمل فارسی زبان کو ہندوؤں میں رواج نہ دیتے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ آجکل اہل ہنود کس مپرسی کی حالت میں ہوتے فارسی زبان چونکہ اس زمانہ میں شاہی زبان تھی۔ اسلئے اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ ہندؤں کو اس فارسی دانی کا جو صلہ ملا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مال و دولت اور جاہ و اقبال سے مالا مال ہو گئے۔ ٹوڈرمل کی اس تحریک کا سب سے بڑا اور زبردست اثر کئی سو

سال کے بعد جا کر یہ ظاہر ہوا کہ جب ہندوستان میں پہلے پہل سلطنت انگریزی
قایم ہوئی۔ تو ہندؤوں نے بلا تکلف انگریزی زبان کی طرف رجوع کیا۔ کیونکہ وہ شاہی
زبان حاصل کرنے کے فواید پشتہا پشت سے اُن کے ذہن نشین تھے۔ اور
یہی وجہ ہے کہ آجکل وہ مسلمانوں سے علم میں۔ دولت میں۔ اقبال میں بڑھے
ہوئے نظر آرہے ہیں۔

راجہ مذہب کا بڑا پکّا تھا

ٹوڈرمل کی ایک خاص صفت جسکی تمام مورخوں نے تعریف کی ہے۔ یہ
تھی کہ اُس نے بعض اور نورتنوں کیطرح خوشامد یا روپیہ یا شہرت کی لالچ سے
اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا اور نہ ہی وہ ابوالفضل یا بیربر کیطرح دین الہی اکبر شاہی
میں داخل ہوا۔ ذکر ہے کہ بادشاہ اجمیر سے پنجاب کو آتے تھے۔ ہر منزل پہ ڈیرہ
ہوتا تھا۔ ایک منزل پر کوچ کی گھبراہٹ میں ٹھاکروں کا آسن رہ گیا۔ آپ
بہت سٹپٹائے مگر کسی نے وزیر سلطنت کا ٹھاکر سمجھ کر چُرا لیا تھا۔ راجہ کا
قاعدہ تھا کہ جبتک پوجا نہ کر لیتے تھے۔ کوئی کام نہ کرتے تھے۔ یہانتک کہ کھانا
پینا بھی ترک بلکہ حرام ہوجاتا تھا۔ جب کئی دن کا فاقہ ہوا۔ اور بادشاہ تک
خبر پہونچی۔ کہ ٹھاکر چوری گئے۔ اور راجہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ تو بادشاہ
نے کہا۔ ان داتا تمہارا ایشور ہے۔ وہ تو چوری نہیں گیا اشنان کر کے
اُسے یاد کرو اور کھانا کھاؤ۔

راجہ کی دیانت اور بادشاہ کا اعتبار

مولانا آزاد لکھتے ہیں۔ کہ اکبر کو جتنا اُسکی عقل و تدبیر پہ اعتبار تھا اُس سے

زیادہ دیانت اور امانت نمک حلالی وفاشعاری پر بھروسہ تھا۔ جب وہ پٹنہ
کی مہم پر جان نثاری کر رہا تھا۔ تو دفتر کا کام رائے رام داس کے سپرد ہوا۔
کہ وہ بھی کاردانی۔ سلامتی۔ نفس اور نیک نیتی کے ساتھ عمدہ اہلکار تھا
اُسے دیوانی کا خلعت بھی ہوا۔ مگر حکم ہوا کہ اب تنخواہ کے کاغذ راجہ کے محرر
ومنشی اپنے ہی پاس رکھیں۔ اس کے سبب سے اس کے رشتہ داروں
کی کارگذاری بھی درجۂ اعتبار کو پہونچتی تھی۔ چنانچہ بنگ بہار
کی مُہم میں نواڑوں اور کشتیوں کا انتظام پرمانند کے سپرد ہوا۔ کہ راجہ
کے خویشوں میں سے تھا۔

راجہ کی تصنیفات

ابتدا میں ذکر ہوچکا ہے کہ راجہ ٹوڈرمل کچھ ایسا عالم فاضل نہیں تھا۔ مگر
طبع سلیم اور لیاقت خداداد ملی تھی۔ جوں جوں عہدوں میں ترقی کرتا گیا
علم ولیاقت کو بھی وسیع کرتا گیا۔ حساب کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے جس کے
گُر یاد کر کے بنئے اور مہاجن دوکانوں پر بیش قیمت فایدہ اُٹھا رہے ہیں اہل
زمانہ کے ریاضی دان اور ہمارے دفتروں کے انگریزی تعلیم یافتہ بابوبنیوں
اور ناظرین اس طلسمات کو مُنہ دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں دوسری کتاب خزان
اسرار ہے جو تصوف اور علم کے متعلق ہے۔

راجہ کی نسبت ابوالفضل کی رائے

شہنشاہ اکبر کا دستور معظم راجہ کی نسبت لکھتا ہے۔ بادشاہ نے منقدمات

مالی وملکی اسکے فہم درست پر حوالہ کر کے دیوان کل ہندوستان کا مقرر فرمایا
وہ راستی اور کم طمعی میں عمدہ خدمتگذار تھا۔ بے لالچ کاروبار کرتا تھا۔ کاش
کینہ کش اور انتقامی نہ ہوتا۔ کہ طبیعت کے یکسیت میں خدا ملائمت پھوٹ نکلتی
یہ بھی سہی۔ تعصب مذہبی چہرہ پر رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہوتا۔ باوجود
اس کے عام اہل زمانہ کو دیکھ کر کہنا چاہیئے کہ سیر دلی اور بے طمعی کے ساتھ عرق ریز
کاروان۔ قدردان خدمتگذار تھا۔ اور کم نظیر نہیں۔ بے نظیر تھا۔

راجہ ٹوڈرمل کے سر پر خون ناحق

راجہ ٹوڈرمل پر اگر کوئی دھبا بدنامی کا ہے۔ تو صرف اسیقدر کہ اُس نے
شاہ منصور کو ناحق قتل کروایا جس کی کیفیت اس طرح بیان کی جاتی ہے ابتدا
میں خواجہ شاہ منصور خوشبو خانہ کے داروغہ تھے۔ مظفر خان کی سخت گیری سے
ان کے ساتھ بگڑ گئی تو جونپور میں جاکر خان زمان کے دیوان بن گئے۔ انکا
کام درہم برہم ہوا۔ تو بنگالہ میں منعم خان کے پاس چلے گئے۔ اور اِن کے
دیوان ہو گئے۔ ان کی وکالت کے ذریعہ سے دربار میں آمد و رفت ہوئی۔
تو تحریر و تقریر سے بادشاہ کے دل پر اپنی سنجیدہ مزاجی کاردانی۔ اور معاملہ
فہمی کا ایسا نقش بٹھایا۔ کہ محو ہونے کے قابل نہ تھا۔ خان زمان راہئے ملک
بقا ہوئے۔ تو راجہ ٹوڈرمل نے انھیں شاہی محاسبے میں پھنسا کر قید کر لیا
مگر بغیر کیسکی سفارش کے بادشاہ نے خود توجہ فرمائی۔ اور انھیں بُلا کر اپنا
دیوان مقرر کر دیا۔ انھوں نے راجہ ٹوڈرمل کے ہمراہیوں پر جو بنگالی کی بغاوتیں
کو دبانے میں مصروف تھے۔ وار کیا۔ راجہ نے وہیں سے ایسا پیچ مارا کہ
شاہ صاحب معطل ہو گئے۔ مگر ابھی تک بادشاہ کے دل میں اُن کی خیرخواہی
محنت اور دماغ سوزی کا نقش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد پھر

وزیر مقرر کرلیا۔ افسوس یہ ہے کہ ابھی پورا سال بھی نہ ہوا تھا۔ کہ اُن کی بدقسمتی سے بادشاہ کے بھائی مرزا حکیم حاکم کابل حصول سلطنت کے سودا میں پنجاب آئے۔ راجہ ٹوڈرمل اور بعض امرا نے مل کر چند جعلی خطوط بنوائے اور وہی پکڑوا کر حضور میں پیش کئے۔ ان خطوط میں سے بعض مرزا حکیم کے فرمان اور بعض اُس کے امرا کے خط شاہ صاحب کے نام تھے۔ کچھ شاہ صاحب کے عرائض اور خطوط ان کے نام تھے۔ ایک عرضی شاہ صاحب کے ملازم کی جو ان کی جاگیر پر فیروز پور میں متعین تھا۔ اس مضمون کی تھی۔ کہ میں مرزا کے ماموں کی معرفت ان کے حضور میں پیش ہوا اُنھوں نے ہمارے پرگنے کو تو معاف کر دیا ہے اور سب جگہ اپنے عامل مقرر کر دیئے ہیں۔ ان خطوط کے سوا غضب یہ ہوا کہ مرزا صاحب کے ایک ملازم جو بعد میں وزیر خان ہو کر وزیر بنے۔ اپنے آقا سے ناراض ہو کر دہلی آئے۔ سابقہ جان پہچان اور دوستی کی وجہ سے وہ بھی شاہ منصور کے پاس ٹھہرے۔ دشمنوں نے انہیں مرزا کا جاسوس ٹھیرایا۔ اور اس معاملے نے خطوط کی پیشی کے ساتھ مل کر ایسا رنگ جمایا۔ کہ بادشاہ نے شاہ صاحب سے ضمانت طلب کی۔ یہاں پہلے ہی سب بخت ویزہ ہو چکی تھی کسی نے حامی نہ بھری۔ مجبور بادشاہ نے انبالے کے نواح میں کچھ کوٹ کے مقام پر انہیں ایک درخت کے ساتھ باندھ کر پھانسی دیدی تاریخ ہوئی ثانی منصور حلاج۔ بعد میں بادشاہ کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ بے گناہ تھے مگر اسوقت سوائے افسوس و حسرت اور کیا ہو سکتا ہے۔

راجہ ٹوڈرمل کی اختراعات و اصلاحات

کچھ شک نہیں کہ بقول صاحب خلاصۃ التواریخ راجہ ٹوڈرمل رازدان سلطنت

تھا۔ فائق سیاق اور حساب میں بے نظیر تھا۔ محاسبوں کے کاروبار میں باریکیاں
نکالتا تھا۔ ضوابط و قوانین وزارت۔ آئین سلطنت ملک معموری۔ رعیت پروری
دفتر دیوان کے دستور العمل۔ حقوق بادشاہی کے اصول۔ افزودنی خزانہ۔
رستوں کی امنیت موجب سپاہ۔ شرح دوامی پرگنات تنخواہ جاگیر مناصب
امرا کے قواعد سب کچھ اُسکی یادگار ہیں۔ اور سب جگہ انہیں قواعد و ضوابط
پر عمل درآمد ہے جو درج ذیل ہیں۔

(۱) جمع دہ ہرسی پرگنہ وار اس نے باندھی۔

(۲) طنابی جریب خشکی اور تری میں گھٹ بڑھ جاتی ہے۔ اور ۵۵ گز
تھی اس نے ۶۰ گز قریب بانس یا نرسل کی قرار دی اور لوہے کی کڑیاں بیچ
میں ڈالیں۔ کہ کبھی فرق نہ پڑے۔

(۳) اسکی تجویز سے ۹۸۳ھ میں کل ممالک محروسہ بارہ صوبوں میں منقسم
ہوئے اور دہ سالہ بندوبست ہوگیا۔ چند گاؤں کا پرگنہ۔ چند پرگنوں کی
سرکار۔ چند سرکار کا ایک صوبہ قرار دیا۔

(۴) روپیہ کے چالیس دام ٹھہرائے۔ پرگنہ کی طرح دوامی دفتر میں
مندرج ہوئی۔

(۵) کروڑ دام پر ایک عامل مقرر کرکے کروڑی نام رکھا۔

(۶) امرا کے ماتحت نوکر ہوتے تھے۔ اُن کے گھوڑوں کے لئے داغ کا آئین
مقرر کیا۔ کہ ایک جگہ کا گھوڑا دو دو تین تین جگہ دکھا دیتے۔ عین وقت پر
کمی سے بڑا ہرج پڑتا تھا۔ اس میں کبھی تو سواروں کی دغا بازی ہوتی تھی۔
کبھی امرا خود بھی دغا دیتے تھے۔ کہ جب موجودات ہوتی تو فوراً سپاہی نوکر
رکھ لئے اور لفافہ چڑھا کر موجودات دلوائی۔ ادھر سے رخصت ہوئے ادھر
جا کر موقوف۔

(۷) بندہائے بادشاہی کی سات ٹولیاں باندھیں۔ ہفتہ کے سات دن کے

بموجب ہر ٹولی میں باری باری آدمی لئے جاتے تھے۔ اور چوکی میں حاضر ہوتے تھے۔

(۸) روز کے واسطے ایک ایک آدمی چوکی نویس مقرر ہوا۔ کہ ہر اہل خدمت کی حاضری بھی لے اور جو عرض معروض حکم احکام ہوں جاری کرے اور جا بجا پہنچو پہنچائے۔

(۹) ہفتہ کے لئے سات واقعہ نویس مقرر ہوئے۔ کہ تمام دن کا حال ڈیوڑھی پر بیٹھے لکھا کریں۔

(۱۰) امراء وخوانین کے علاوہ چار ہزار یکہ سوار خاص رکاب شاہی کے لئے قرار دیئے انہیں کو احدی کہتے ہیں۔ کہ یکہ کا ترجمہ ہے۔ ان کا داروغہ بھی الگ ہوا۔

(۱۱) کئی ہزار غلام۔ کیا لڑائیوں کے گرفتار۔ غلامی سے آزاد ہوئے اور چیلہ ان کا خطاب ہوا۔ کیونکہ خدا کے بندے آزاد ہیں۔ انہیں غلام یا بندہ کہنا روا نہیں۔ غرض سینکڑوں جزئیات آئین وقواعد کے ایسے باندھے کہ بعد امرا اور وزراء نے کوشش کی۔ اور کرتے ہیں۔ آگے نہیں نکل سکتے۔ اسکے بعد منصب وکالت مرزا عبدالرحیم خان خاناں کو مرحمت ہوا۔ اس نے بھی منصب مذکور اور امورات وزارت کو باحسن وجہ رونق دی۔ کہ مورد تحسین ہوا۔

(۱۲) ہندوستان میں خرید وفروخت دیہات کی جمع بندی۔ تحصیل مال نوکروں کی تنخواہوں کا حساب کیا راجاؤں کیا بادشاہوں میں تنکوں پر تھا مگر پیسے دیا کرتے تھے۔ چاندی پر ضرب لگتی تھی تو چاندی کے تنکے کہلاتے تھے اور ایلچیوں اور ڈوموں کو انعام میں دیا کرتے تھے۔ عام رواج نہ تھا چاندی کے مول بازار میں بک جاتے تھے۔ ٹوڈرمل نے منصبداروں اور ملازموں کی تنخواہ میں انہی کو جاری کیا۔ اور آئین باندھا۔ کہ تنکہ کی جگہ دیہات سے روپیہ وصول ہوا کرے۔ اسکا ۱۱ ماشہ کا وزن رکھا

روپیہ کے ۴۰ دام قرار دئے - اسکا آئین یہ کہ تانبے پر ٹکسالی کا خرچ لگائیں تو روپیہ کے پورے ۴۰ دام پڑتے ہیں - وہی نوکروں کی تنخواہ میں ملتے تھے اسی کے بموجب جمع کل دیہات قصبات پرگنات کی دفتر میں لکھی جاتی تھی - اسکا نام عمل نقدمیں جمع بندی رکھا - محصول کا آئین یہ باندھا کہ غلہ زمین بارانی میں نصف کاشتکار - نصف بادشاہ کا بارانی میں ہر قطعہ پر ۱/۴ اخراجات اور اسی کی خرید و فروخت کی لاگت لگا کر غلہ میں ۱/۳ بادشاہی نیشکر وغیرہ کہ جنس اعلیٰ کہلاتی ہیں اور پانی اور نگہبانی اور کٹائی وغیرہ کی محنت غلہ سے زیادہ کھاتی ہے - ۱/۲ ۱/۱۰ ۱/۵ ۱/۴ حسب مراتب بادشاہی - باقی حق کاشتکار - اگر محصول لیں تو ہر جنس میں بیگہ مربع پر زر نقد ہی لیں - اسکا دستور العمل بھی جنس وار لکھا ہوا ہے -

یہ بات بھی قابل تحریر ہے کہ قواعد مذکورہ کی جزئیات - خواجہ مظفر خان اور میر فتح اللہ شیرازی وغیرہ کے نکالے ہوئے تھے - اور بیشک انہوں نے کاغذات کی چھان بین اور انتظام دفتر میں بڑی عرق ریزی کی ہے - مگر اتفاق تقدیری ہے کہ ان کا کوئی نام بھی نہیں جانتا - جس عمدہ انتظام کا ذکر آتا ہے وہاں ٹوڈرمل کا نام خود پکارا جاتا ہے ؎

طالع شہرت رسوائی مجنوں بیش است
ورنہ تخت من و او ہر دو زیک بام افتاد

تمام شد سوانح عمری راجہ ٹوڈرمل